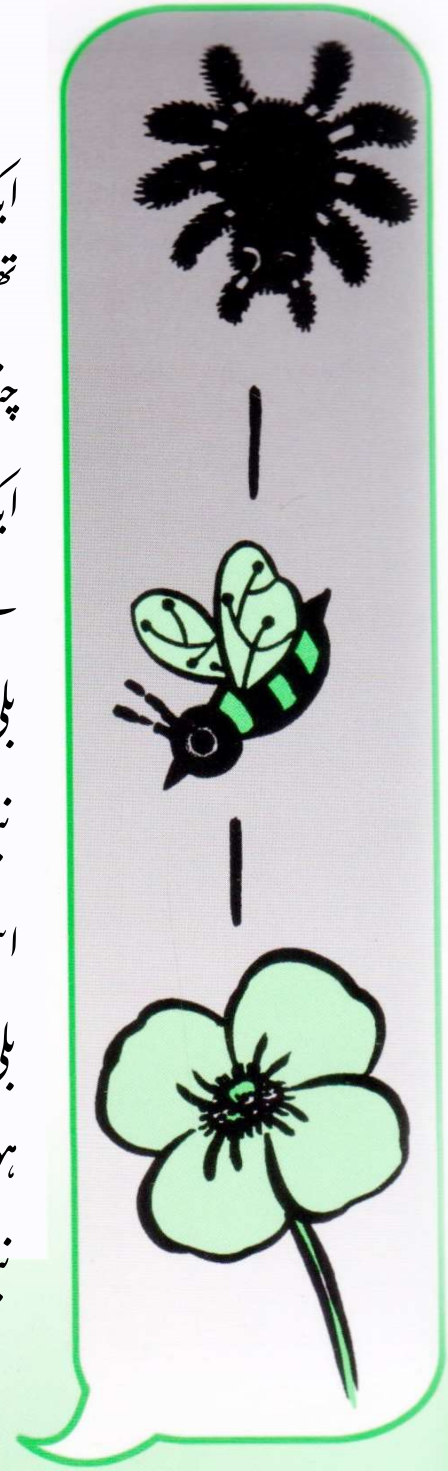
زندگی کا جال



ایک دفعہ ایک چھوٹی کالی بلی جنگل میں رہتی تھی۔ بیچاری! یہ ہر وقت خوفزدہ رہتی تھی۔ ہر طرف اس نے مڑ کر دیکھا جانور دوسرے جانوروں کو کھاتے ہوئے!

چنانچہ، اس نے اپنے دن زمین دوز ہو کر گزارے۔

ایک دوپہر کو ایک نیولا آیا۔ اس نے اپنی گہری آنکھوں سے کالی بلی کو دیکھا۔ اس نے قریب سے دیکھا۔ بلی خوفزدہ ہو گئی۔

بلی: کیا تم مجھے کھانے جا رہے ہو؟

نیولا: بالکل نہیں! میں تمہاری دم کو دیکھ رہا تھا۔

اس میں سانپ کی طرح دھاریاں ہیں۔ اس لیئے میں گھور رہا تھا۔

بلی: میں سانپ نہیں ہوں! میں ایک بلی ہوں! تو... تم مجھے مارنے نہیں جا رہے ہو؟

نیولا: تم میرے دوست ہو! میں کسی دوست کو کبھی نہیں ماروں گا!





بلی : واقعی ؟ میں ہر روز جانوروں کو دوسرے جانوروں کو کھاتے ہوئے دیکھتی ہوں ۔ مکڑیاں کیڑے مکوڑے کھاتی ہیں ۔ چھوٹے پرندے مکڑیاں کھاتے ہیں ۔ عقاب چھوٹے پرندے کھاتے ہیں ۔ ... قتل کی کوئی انتہا نہیں ہے !

نیولا : سنو ۔ جانور اپنے دوستوں کو نہیں کھاتے ۔ وہ صرف اپنا شکار کھاتے ہیں ۔ یہی فطرت کا قانون ہے ۔

بلی : فطرت ؟ میں فطرت کے بارے میں کچھ نہیں جانتی !

نیولا : کیا ؟ لیکن تم چوہے کھاتی ہو ۔ کیا چوہا تمہارا دوست ہے ؟

بلی : نہیں ، یہ میرا دشمن ہے !



نیولا : یہ آپ کا دشمن کیسے بن گیا ؟ اس نے آپ کو کیا کیا ؟

بلی : اس نے میرے ساتھ کبھی کچھ نہیں کیا ۔ میں ساری زندگی چوہے کھاتی رہی ہوں ۔ میں نے اس کے بارے میں کبھی نہیں سوچا ۔

نیولا : یہ فطرت ہے ۔ چوہا آپ کا قدرتی شکار ہے ۔

بلی : اوہ ! پھر ، کیا آپ کے پاس بھی قدرتی شکار ہے ؟

مونگ : ہاں : سانپ ! میں سانپ کھا کر بڑا ہوا ۔ میں اس کے بارے میں نہیں سوچتا ۔ میں اسے قدرتی طور پر کرتا ہوں ۔

بلی : کیا سانپ تمہارا دشمن ہے ؟

اوہ، ہاں! سانپ مجھے مار سکتا ہے تو مار دے گا۔

اتنے میں ایک گیدڑ آیا۔ بلی اور نیولا ایک درخت پر چڑھ گئے۔

نیولا : گڈ مارننگ، سر جیکل! کیا آپ ہمیں کھانے کا ارادہ رکھتے ہیں ؟

گیدڑ : ہر گز نہیں! میں کھانے کے لیے نہیں مارتا۔

بلی : پھر آپ تمام جانوروں سے مختلف ہیں!

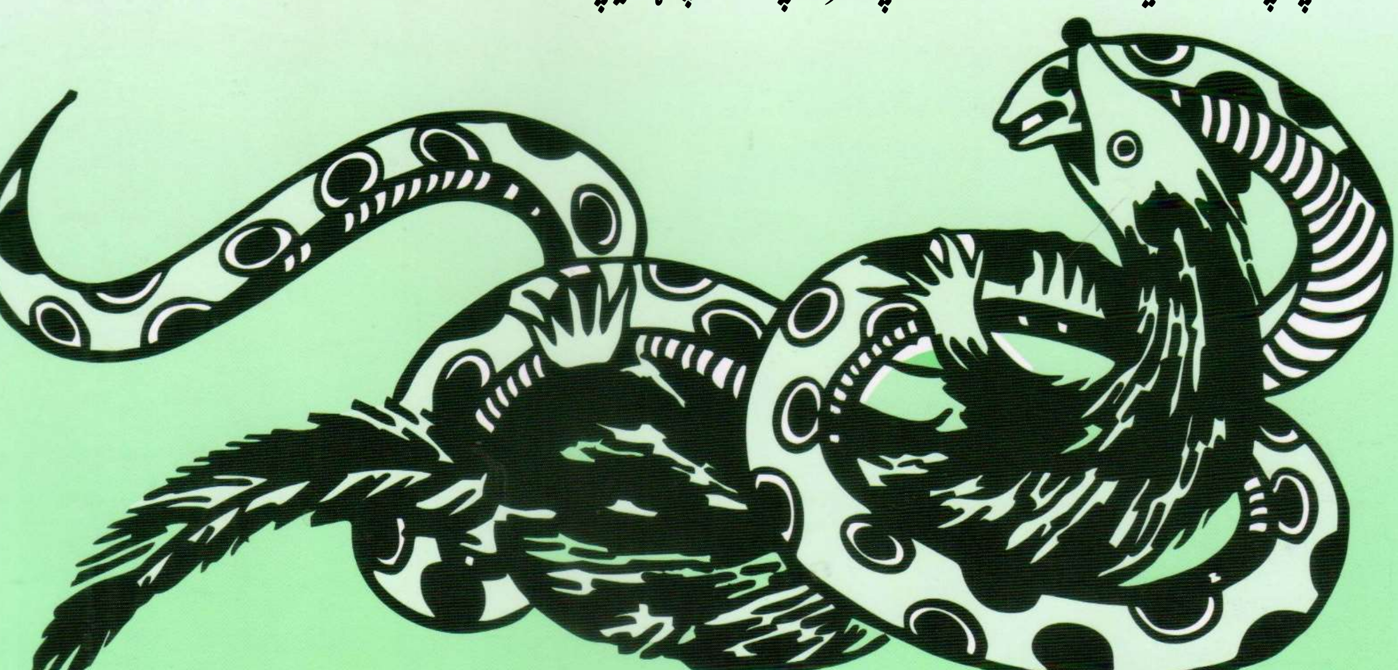
گیدڑ : واقعی نہیں۔ میں صرف شیر کے شکار پر جانے کا انتظار کرتا ہوں۔ جب شیر کھا گیا تو میں اپنی باری لیتا ہوں۔ ہر جانور میرا دوست ہے جب تک کہ اسے شیر نہ پکڑ لے۔

بلی : کیا شیر ہمیں کھا جائے گا؟

گیدڑ : نہیں ،مجھے ایسا نہیں لگتا۔ یہ بڑے جانوروں کو ترجیح دیتا ہے۔

نیولا :

اب ایک کنگ کوبرا سرکتا ہوا گیا۔ یہ چوہے کا پیچھا کر رہا تھا۔ نیولا نے چیختے ہوئے درخت سے چھلانگ لگا دی اور سانپ پر حملہ کر دیا۔ وہ لڑے۔ سانپ مردہ پڑا تھا۔ چوہا نیچے سے نکلا۔



چوہا : پچا نیولا! آپ نے مجھے بچایا ہے! شکریہ

نیولا : یہ کچھ بھی نہیں تھا۔ کوئی نیولا بھی ایسا ہی کرے گا۔

بلی : (درخت سے نیچے اترتے ہوئے) میں بہت پریشان ہوں۔ سانپ تمہارا دشمن ہے اس لیئے تم ایک دوسرے کو مارنے کی کوشش کرتے ہو۔ لیکن چوہا تمہارا دوست ہے۔ اور میں بھی تمہارا دوست ہوں۔ لیکن میں چوہے مارتی ہوں۔ یہ وہی ہے جو میں نہیں سمجھ سکتی۔

نیولا : فطرت ایسی ہے۔ دوستی ہے۔ دشمنی ہے۔

ہم سب زندگی کے عظیم جال میں ایک ساتھ بنے ہوئے تار ہیں!

بلی : تم بہت ہوشیار اور عقلمند ہو۔ آپ سب کچھ جانتے ہیں! آپ کتنے اچھے دوست ہیں!

چوہا : ہاں، تم اچھے دوست ہو!

نیولا : میں آپ دونوں کے ساتھ دوستی کر کے خوش ہوں۔ لیکن اب، دوست چوہا، اس سے پہلے کہ دوست بلی کو بھوک لگنے لگے، آپ کو چلنا چاہیے!

چوہا : شکریہ! الوداع!

ایڈرین فوسٹر پوٹر کی کہانی پر مبنی



© Katha Jharna 2008 | **Publisher** Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation

P. Saraswati | V. Vijayakanthi | **Urdu** Mohammad Naseem

L. S. Saraswathi | S. Rajalakshmi | **Artist** Uma Krishnaswamy

بوجھ کا ہلکا ہونا



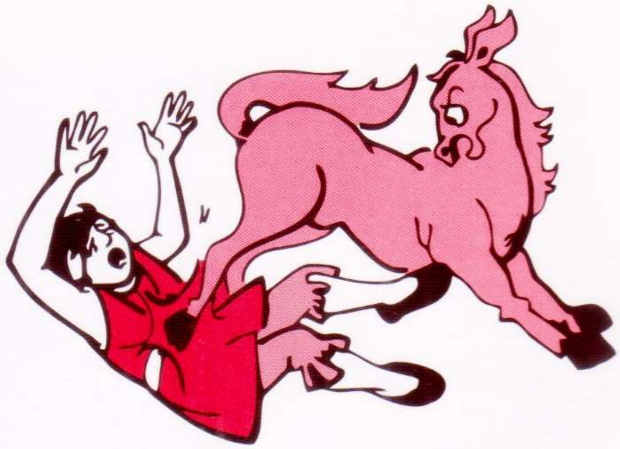
ہنس ایک دور دراز شہر میں کام کرنے گیا تھا، -اس نے سات سال سے مستقل طور پر کام کیا تھا۔ اس نے اپنے سپروائزر سے پوچھا، "میں جا کر اپنی ماں سے ملنا چاہتا ہوں۔ وہ اب بھی ہمارے آبائی گاؤں میں رہتی ہیں۔ براہِ کرم مجھے اپنے ساتھ لے جانے کے لیے میری اجرت دیں۔"

"سات سال تک تم نے ایمانداری سے کام کیا ہے اور بغیر کسی کمی کے" سپروائزر نے جواب دیا۔ "یہ لو، اپنی اجرت لے لو۔" اور اس نے اسے سونے کا ایک بڑا بلاک دیا۔

ہنس نے سونا کپڑے میں لپیٹ لیا اور اپنے سر پر سونا لے کر گھر کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں اس نے ایک آدمی کو ایک شاندار گھوڑے پر سوار دیکھا۔ "گھوڑے کی پیٹھ پر سفر ختم کرنا کتنا خوشگوار ہوگا!" ہنس نے اپنے آپ سے کہا۔ یہ سن کر گھوڑ سوار نے پوچھا کہ تم اتنا بوجھ لے کر کیوں چل رہے ہو؟

"میرے پاس کوئی چارہ نہیں ہے۔ کسی طرح مجھے یہ سونا گھر واپس اپنی ماں کے پاس لے جانا ہے،" ہنس نے جواب دیا۔

"کیا ایسا ہے؟ مجھے سونا کیوں نہیں دیتے اور میرا گھوڑا اپنے سفر کے لیے لے جاتے ہیں؟" گھڑسوار نے پوچھا۔ "یہ آپ کو کسی بھی وقت گھر پہنچا دے گا!" ہنس نے خوشی خوشی اسے سونے کا بلاک دیا اور گھوڑا لے لیا۔ لیکن جب اس نے لگام کھینچی تو گھوڑا جھک گیا۔ ہنس کو کھائی میں پھینک دیا گیا!



سب کچھ ضائع نہیں ہوا تھا۔ قریب ہی کام کرنے والے ایک کسان نے ہنس کے گھوڑے کو پکڑ کر کھائی سے نکالنے میں مدد کی۔ ہنس نے شکریہ ادا کیا۔ پھر اس نے چیخ کر کہا، "اس گھوڑے نے کتنی آسانی سے مجھے کھائی میں پھینک دیا! میں پھر کبھی اس پر سوار ہونے کی کوشش نہیں کروں گا۔ لیکن اپنی گائے کو دیکھو، وہ کتنے سکون سے وہاں کھڑی ہے! میں اس جیسا جانور رکھنا پسند کروں گا! "

"اوہ!" کسان نے کہا۔ "اگر تمہیں گائے چاہیئے تو یہ لے لو، کیا تم مجھے اس کے بدلے میں اپنا گھوڑا دو گے ؟" اس نے پوچھا۔ ہنس نے خوشی خوشی کسان کو اپنا گھوڑا دیا اور گائے لے لی۔ گائے کو اپنے آگے بڑھاتے ہوئے اس نے اپنا سفر دوبارہ شروع کیا۔

کیا گرم دن ہے! ہنس کو بہت پیاس لگ رہی تھی۔ ''اگر یہ گائے مجھے کچھ دودھ دے دیتی'' اس نے سوچا۔ اس نے چلنا چھوڑ دیا اور گائے کو دودھ دینے کے لیے گھٹنے ٹیکے۔ لیکن گائے نے چونک کر اسے لات ماردی! ہانس راستے میں گر گیا۔ اس کے لیے گائے کا دودھ نہیں!

جب اس نے آنکھیں کھولیں تو ہنس نے اپنی گائے کو چاروں طرف دیکھا۔ وہاں یہ تھا، سکون سے چر رہا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو! پھر ایک آدمی اس کے پاس آیا۔ وہ ایک لمبی رسی سے بکری کی رہنمائی کر رہا تھا۔ اس آدمی نے ہنس کو اپنے پیروں پر کھڑا کرنے میں مدد کی۔





ہنس نے کہا، "وہ گائے دودھ نہیں دیتی۔ یہ صرف لات مارتی ہے! میں تمہاری بکری کو لینا پسند کروں گا۔ کیا ہم اسے گائے کے بدلے دو گے؟"

آدمی راضی ہوگیا۔ چنانچہ ہنس نے اسے گائے دی اور بکری لے لی۔ وہ بکری کو اس کی رسی پر لے کر پھر سے چلنے لگا۔

راستے میں اس نے ایک مرغی والے آدمی کو دیکھا۔ اس نے سوچا، "مرغی گھر میں رکھنے کے لیئے ایک اچھا جانور ہے۔ وہ ہمیں کھانے کے لیے انڈے دیتی ہے۔ اور کچھ انڈوں کو چوزوں کے لیئے بچایا جاسکتا ہے۔ جلد ہی ہمارے پاس بہت سی مرغیاں ہوں گی!" تو اس نے اس آدمی سے پوچھا کہ "کیا تم مجھے اس بکری کے بدلے اپنی مرغی دو گے؟" اور وہ شخص آسانی سے مان گیا۔

اب ہنس تیزی سے چل پڑا۔ مرغی پر شاید ہی کوئی بوجھ تھا! لیکن وہ ابھی تک گھر نہیں پہونچا تھا۔ ایک آدمی سر پر پتھر لیئے سڑک پر آیا۔





ہنس دیکھ سکتا تھا کہ وہ جدوجہد کر رہا ہے۔ اوہ، اس نے کتنی ہمدردی کی! اسے اس آدمی پر افسوس ہوا، اور اسے سونے کے ٹکڑے، گھوڑے، گائے اور بکری کے بارے میں بتایا۔

"تم بہت خوش قسمت ہو کہ وہ چھوٹی مرغی ہے!" آدمی نے کہا. "مجھے نہیں لگتا کہ آپ اسے میرے وہایٹ اسٹون کے بدلے دیں گے؟ آپ بہت سے چاقو تیز کرنے اور بہت سارے پیسے کمانے کے قابل ہو جائیں گے،" اس نے امید سے کہا۔

اور ہمارے پیارے ہنس نے اتفاق کیا! جیسے ہی وہ شخص شکر گزاری کے ساتھ اپنی مرغی کے ساتھ چلا گیا، ہنس نے وہایٹ اسٹون اپنے سر پر اٹھایا۔ وہ لڑکھڑاتا رہا یہاں تک کہ ایک بڑے کنویں کے پاس پہنچ گیا۔



ہنس نے پتھر کو کنویں کی دیوار پر رکھ دیا اور پانی پینے کے لیے مڑا۔ اوہ، نہیں! مڑتے ہوئے وہ پتھر سے ٹکرایا اور اسے کنویں میں گرا دیا! "اچھا کرم مجھ پر!" اس نے کہا. "میرا بوجھ کم ہو گیا ہے، سب خود ہی!" اور وہ اپنی ماں سے ملنے گھر تک بھاگا!

ایک جرمن لوک کہانی سے اخذ کردہ

Publisher Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation

P. Saraswati V. Vijayakanthi

L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi

Urdu Mohammad Naseem

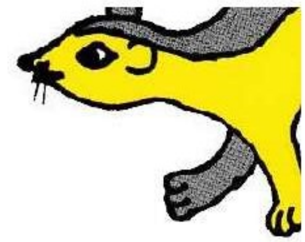
Artist Uma Krishnaswamy

سنہرا نیولا

جب جنگ ختم ہوئی تو پانڈووں نے ایک شاندار جشن منایا۔ شہنشاہ یودھیشٹھر نے تمام قوموں کے بادشاہوں کو مدعو کیا۔ اس نے عام لوگوں میں تحائف اور خیرات تقسیم کیں۔ وہاں موسیقی اور رقص تھا اور سب کے لیئے کھانا کافی تھا۔

اس خوشی کے دوران میلے کے ہال میں ایک نیولا نمودار ہوا۔ سب نے حیرت سے دیکھا۔ نیولا کا آدھا جسم سنہری رنگ کا تھا۔ ٹمٹماتے روشنی میں چمکتا اور جگمگاتا۔





خاموشی سے نیولا فرش کے ساتھ ٹہلنے لگا۔ جب یہ شہنشاہ کے پاس پہنچا تو اس نے کہا، "دھرماراجا! یہ واقعی ایک شاندار تہوار ہے۔ آپ نے اپنی دولت بہا دی ہے اور تحائف اور خیرات سے عالیشان ہو گئے ہیں۔"

بادشاہ یودھیشٹھر احترام میں جھکا۔

"تاہم!" نیولا جاری رکھا۔ "آپ کی سخاوت کمال سے کم ہے۔"

"کیوں؟ یہاں کس چیز کی کمی ہے؟ میں کہاں فیل ہو گیا ہوں؟" یودھیشٹھر نے پوچھا۔

"میں ایک بہت غریب آدمی کو جانتا ہوں جس کی سخاوت آپ سے بھی بڑھ کر ہے! میری آدھی سنہری کی کہانی سنیں آپ کو سمجھ آ جائے گی۔"

پھر نیولا نے اپنی کہانی شروع کی:

میں جس آدمی کی بات کر رہا ہوں وہ بہت غریب دیہاتی تھا۔ اگرچہ اس نے کھیت میں سخت محنت کی، لیکن وہ صرف تھوڑا سا اناج حاصل کر پاتا تھا۔ یہ وہ اپنے خاندان کے افراد میں برابر تقسیم کرتا۔ اس طرح وہ کئی سال تک فاقہ کشی کے دہانے پر رہتے رہے۔

پھر زمین پر ایک خوفناک قحط پڑا۔ جہاں پہلے بہت کم تھا، اب کچھ بھی نہیں تھا۔ پورے خاندان نے تین دن روزہ رکھا۔ چوتھے دن ہمارا غریب دیہاتی چند دانے کا فصل کاٹنے میں کامیاب ہو گیا۔ یہ وہ گھر لایا اور آٹے میں پیسا۔ شام کا کھانا تیار کیا گیا۔

اتنے میں گھر میں ایک فقیر آیا۔ "میں بھوکا ہوں،" اس نے فریاد کیا۔ غریب دیہاتی نے اسے اپنا حصہ دیا۔ لیکن فقیر مطمئن نہ ہوا۔ اس نے مزید کھانے کی فرمائش کی۔ دیہاتی کی بیوی نے اسے اپنا حصہ دے دیا۔

ایک بار پھر، فقیر نے مزید پوچھا۔ دیہاتی کے بیٹے نے اپنا حصہ چھوڑ دیا۔ فقیر نے اسے کھا لیا اور پھر بھی مزید چاہتا تھا! اب بہو نے اپنا حصہ چھوڑ دیا۔

آخر کار فقیر نے کھانا چھوڑ دیا۔ پھر اس نے کہا، "اگرچہ تم بھوکے تھے، تم نے مجھے خوشی سے کھانا کھلایا۔ تمہاری سخاوت بادشاہ کی سخاوت سے بڑھ کر ہے!" اس نے انہیں برکت دی اور غائب ہو گیا۔

"میں نے خود یہ سب دیکھا جیسا کہ یہ ہوا"، نیولا نے جاری رکھا۔



"اس کے بعد، میں گھر سے باہر نکلا، کچھ زمینی دانے میری کھال سے چپک گئے، میرے جسم کا وہ حصہ سنہرا ہو گیا۔ "

"اس کے بعد سے میں نے بہت سی جگھوں کا سفر کیا ہے۔ ہر جگہ ہیں رینگتا اور گھومتا اور بل کھاتے چلتا رہتا ہوں، اس امید میں کہ اپنے جسم کے باقی آدھے حصے کو سنہری ہوتے دیکھوں۔ اب تک اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے۔ "

"آج میں آپ کی فتح کے جشن میں بے تابی سے آیا ہوں۔ میں اس میلے کے ہال میں اور لوگوں کے درمیان رینگتا اور گھومتا رہا ہوں۔ لیکن جیسا کہ آپ خود اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں، میرا دوسرا آدھا حصہ سنہرا نہیں ہوا۔ "

"اس لیئے میں نے وہی کہا جو میں نے کیا ہے۔ آپ کی سخاوت رہنمائی کی روشنی کے طور پر چمکتی ہے۔ پھر بھی میری کہانی میں غریب آدمی کے لیئے اس کا کوئی مقابلہ نہیں ہے۔ "

جب اس کی بات ختم ہوئی تو نیولا یودھیشٹھر کی طرف ادب سے جھکا اور غائب ہو گیا۔ سننے والے حیرت سے ہکا بکا رہ گئے۔



Publisher Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation

P. Saraswati V. Vijayakanthi

Urdui Mohammad Naseem

L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi

Artist Uma Krishnaswamy

ہم کون ہیں؟

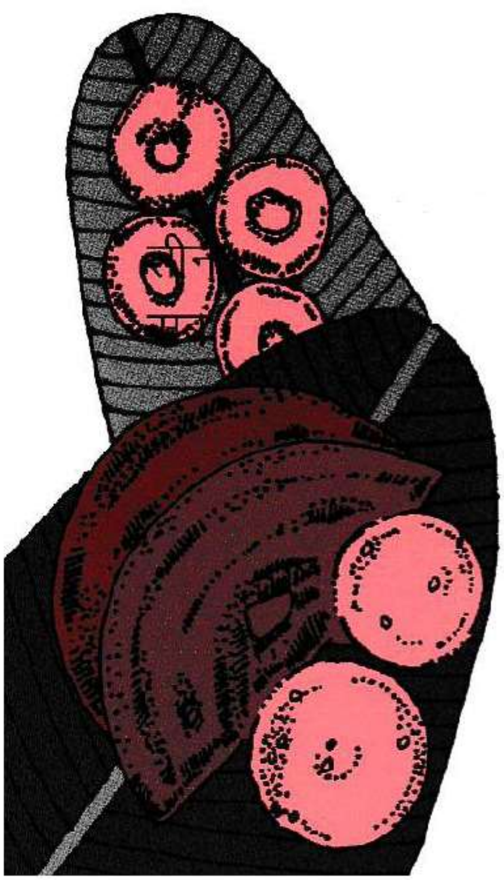


ایک چمکدار پیلے رنگ کی گیند
کسی کھیل کے لیئے نہیں بنایا گیا۔
اسے اپنے منہ میں پکڑو
اور میٹھے انعام کا مزہ لیں!

تین کونوں والے گھر کے اندر
آلو اور مصالحے کا مرکب
جسے ہر کوئی مزے سے کھاتا ہے۔

گول، سطحی پیالوں میں
نرم، بھاپ دار کیک اٹھ رہے ہیں۔
جلد ہی وہ اپنے مصالحہ جات کے ساتھ لیٹے ہیں۔
ٹینڈر سبز پلیٹوں پر

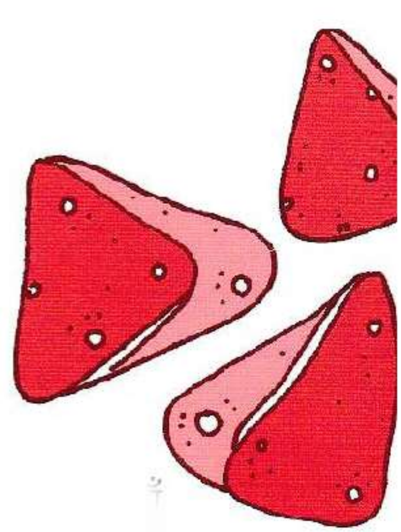
ایک سادہ گول پلیٹ پر
سب آپس میں الجھ گئے۔
پتلے سفید سانپوں کا خاندان!
وہ قورمہ یا ناریل کے دودھ کے ساتھ بہت لذیذ ہوتے ہیں۔



میں گندم کے آٹے سے بنا ہوں۔
میں گول اور چپٹا ہوں۔
اگر میں ابلتے ہوئے تیل میں کودتا ہوں۔
میں موٹا ہو جاتا ہوں!

الجھی ہوئی رسی کی جڑواں گول اور گول
تلی ہوئی اور چینی کے شربت میں بھگو کر
اسے گرم کھانا بہتر ہے - جلدی کرو! جلدی کرو!

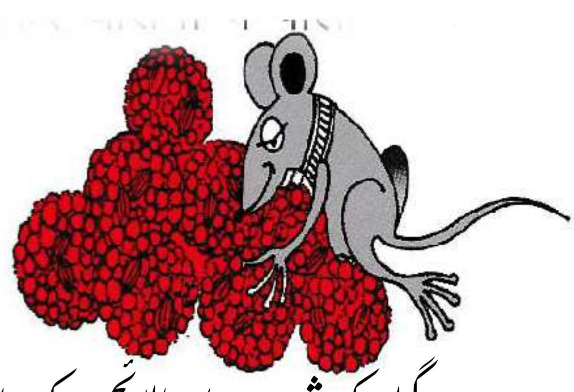
آگ کے اوپر، ایک گول سیاہ پلیٹ
پلیٹ کے اوپر، ایک پتلی سفید ڈسک
رکو! یہ بلبلا اور بھورا ہے۔۔۔۔
اب یہ مسالہ بھرنے کے لیے تیار ہے!



سفید چاول، دودھ اور چینی
ایک پتلی، کریمی کھیر میں پکایا
الائچی اور گری دار میوے کے ساتھ ذائقہ
یہ تقریبات اور تہواروں میں ایک اچھا میٹھا پکوان ہے۔

تازہ چاول اور مونگ کی دال اچھی طرح پک گئے۔
میٹھے ذائقے کے لیے گڑ کے ساتھ ملایا گیا۔
اور الائچی، گھی اور گری دار میوے کے ساتھ ذائقہ

آہ، یہ کرسپی اسنیکس اپنے ہوشیار ڈیزائن کے ساتھ:
وہ زبان پر کھردرے اور لذیذ ہوتے ہیں۔
لیکن وہ دانتوں کو کیسے چیلنج کرتے ہیں!



یہ گول اور سنہری ہے۔
باہر سے کرکرا، اندر سے بھونچال
یہ ہمیں پروٹین دیتا ہے۔
اور ہم اسے سانبر یا دہی کے ساتھ کھاتے ہیں۔

گڑ کے شربت میں الائچی کے ساتھ ناریل کی کھرچیاں ملائیں۔
اسے ابلے ہوئے چاول کے آٹے کے چھوٹے کپ کے اندر فولڈ کریں۔
ان کو بھاپ دیں اور مہمانوں کو پیش کریں۔

لڈو، سموسے، اڈلی، اڈیپم، پوری، جلیبی، دوسائی، پیاسم (کھیر)، میٹھا پونگل، مروکول، وڈائی، کوزہ کٹائی (مودک)

تم نے مجھے خوب مارا!
میں موسیقی سے جواب دیتا ہوں!
اس طرح ہم ایک ساتھ کھیلتے ہیں!

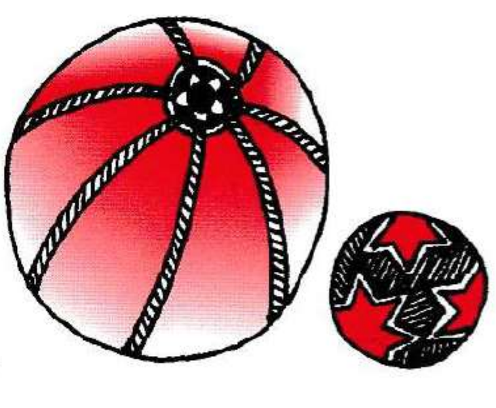


میں اڑ سکتا ہوں - لیکن میں کوئی عقاب نہیں ہوں۔
میں جھپٹ سکتا ہوں - لیکن میں کوئی الّو نہیں ہوں۔
میں رنگین ہوں - لیکن میں کوئی طوطا نہیں ہوں۔
بچے میرے ساتھ کھیلنا پسند کرتے ہیں!

اس قدیم کھیل کے لیئے
ہم سب کی ضرورت ہے
ایک رسی اور کچھ دوست ہیں۔
کیا تم میرے ساتھ کھیلو گے؟

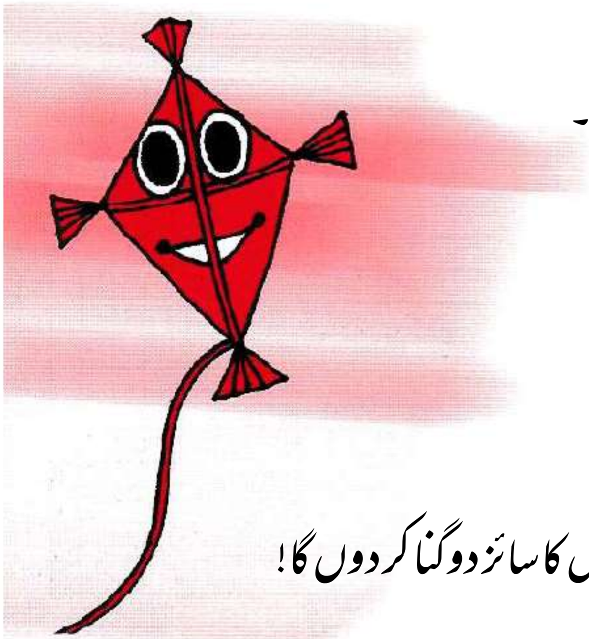
ہوا میں اوپر میں اتنا اوپر جاتا ہوں۔
آسمان کے قریب درختوں کی چوٹیوں تک پہنچنے کے لیئے
میں نیچے آتا ہوں، اوپر سے اڑتا ہوا پھر جاتا ہوں!
اوپر اور نیچے، اوپر اور نیچے، اوپر اور نیچے

مجھے نیچے گراؤ، میں خاموش نہیں رہوں گا۔
اور جب میں واپس آؤں گا، میں خاموش نہیں رہوں گا۔
ایک ٹانگ پر توازن رکھتے ہوئے میں ادھر ادھر رقص کرتا ہوں۔
جب تک مجھے آرام کرنے کی ضرورت ہے۔
اور پھر میں لیٹ جاتا ہوں۔





اپنی انگلیوں کے حرکت کے ساتھ
آپ مجھے اڑا سکتے ہیں۔
لیکن آپ نے مجھے چھیدا۔
میں بوم جاؤں گا!



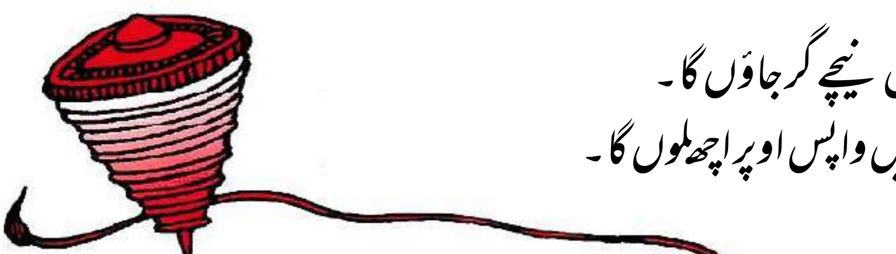
لکڑی کے اس گھر میں چودہ کمرے ہیں۔
وہاں کون رہتا ہے؟ ستر ناچنے والے بچے!

مجھے کچھ دو چھو ٹا۔
تمہاری آنکھوں کے سامنے میں اس کا سائز دوگنا کر دوں گا!



گھومنا اور گھومنا اور دائروں میں دوڑنا
میرے تربیت یافتہ ہاتھی اور گھوڑے
اپنی جگہوں پر مضبوطی سے رہیں

میری ٹانگیں نہیں چلیں گی، میرے ہاتھ تالی نہیں بجائیں گے۔
میرا منہ نہیں بولے گا، میری انگلیاں چٹکی نہیں بجائین گی۔
لیکن میں اس وقت زندہ ہوتا ہوں جب بچے قریب ہوتے ہیں۔
وہ میرے ساتھ کھیلتے ہیں اور مجھے 'میرے پیارے' کہتے ہیں



مجھے اوپر پھینک دو- میں نیچے گر جاؤں گا۔
مجھے نیچے پھینک دو- میں واپس اوپر اچھلوں گا۔

ڈرم، پتنگ، کودنے کی رسی، جھولا، ٹاپ (لٹو)، غبارہ، پلنگوزی (منکالا)،
میگنفائنگ گلاس، میری گوراؤنڈ، تنجور گڑیا، گیند

© Katha Jharna 2008

Publisher Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation

P. Saraswati   V. Vijayakanthi

Urdu Mohammad Naseem

L. S. Saraswathi   S. Rajalakshmi

Artist Uma Krishnaswamy

سارے ٹماٹر کہاں ہیں؟

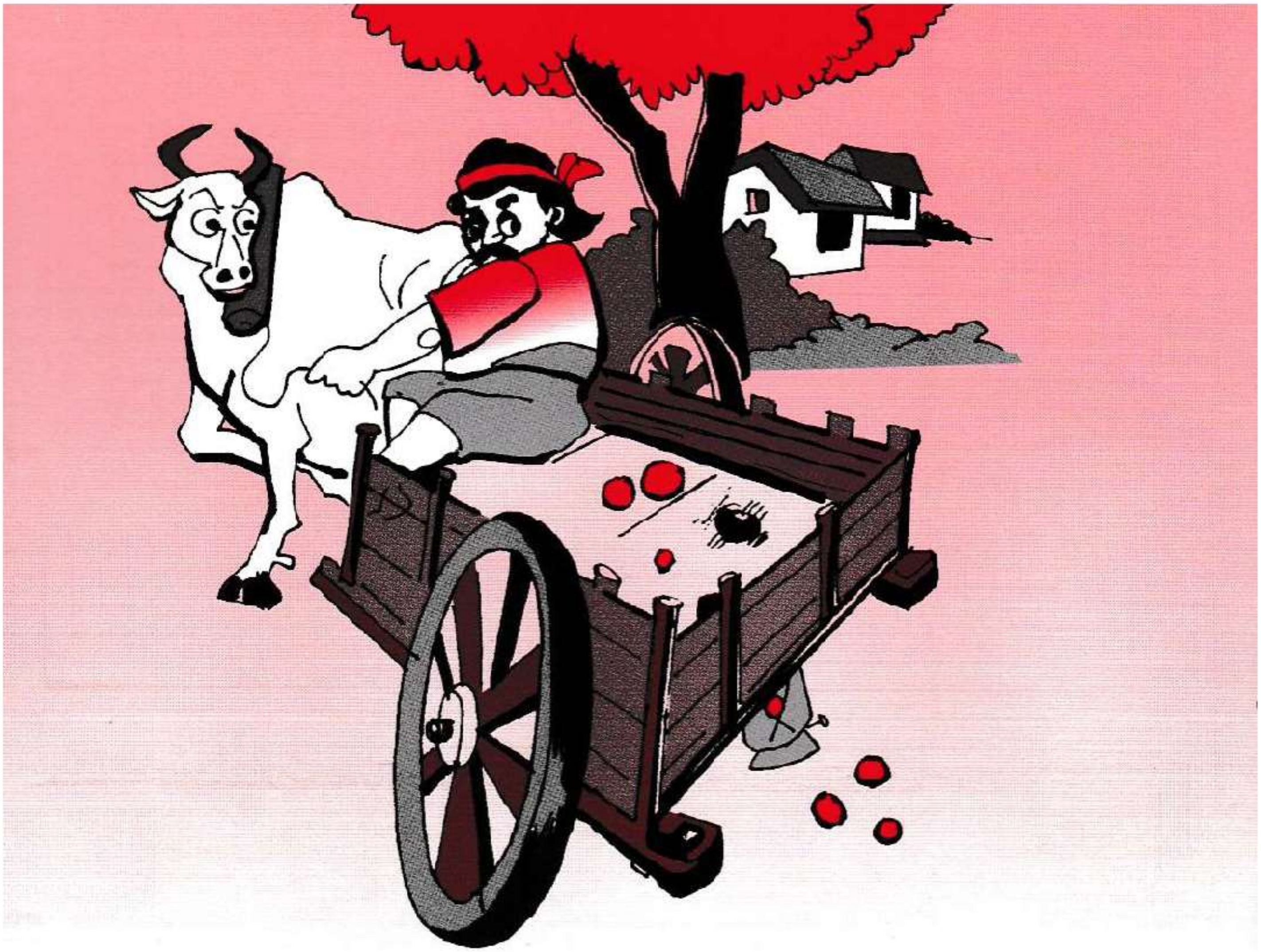
موہن کا باغ پھل پھول رہا تھا۔ ٹماٹر کے پودے سورج کی طرف پہنچ گئے۔ ان کا پھل مضبوط اور سرخ ہوگیا۔ موہن کو اپنے ٹماٹروں پر بہت فخر تھا!



ایک دن ایک ہرن باغ میں داخل ہوا۔ موہن نے اسے ڈرانے کے ل لیے ایک پتھر اٹھایا۔ لیکن اس کی بیوی نے کہا، "ہرن کو تکلیف نہ دو! یہ چند ٹماٹر کھائے گا اور پھر چلا جائے گا۔"

لیکن موہن نے اس پر یقین نہیں کیا۔ اس نے باغ کے چاروں طرف باڑ لگائی۔ "اب ٹماٹر محفوظ ہیں،" اس نے سوچا۔





پھر پرندے باغ میں آنے لگے۔ ان کے لئے ٹماٹر کی دعوت تھی۔ بیچارہ موہن نہائت فکرمند تھا۔ "اب سے،" اس نے فیصلہ کیا، "کوئی بھی میرے ٹماٹر نہیں لے گا!"

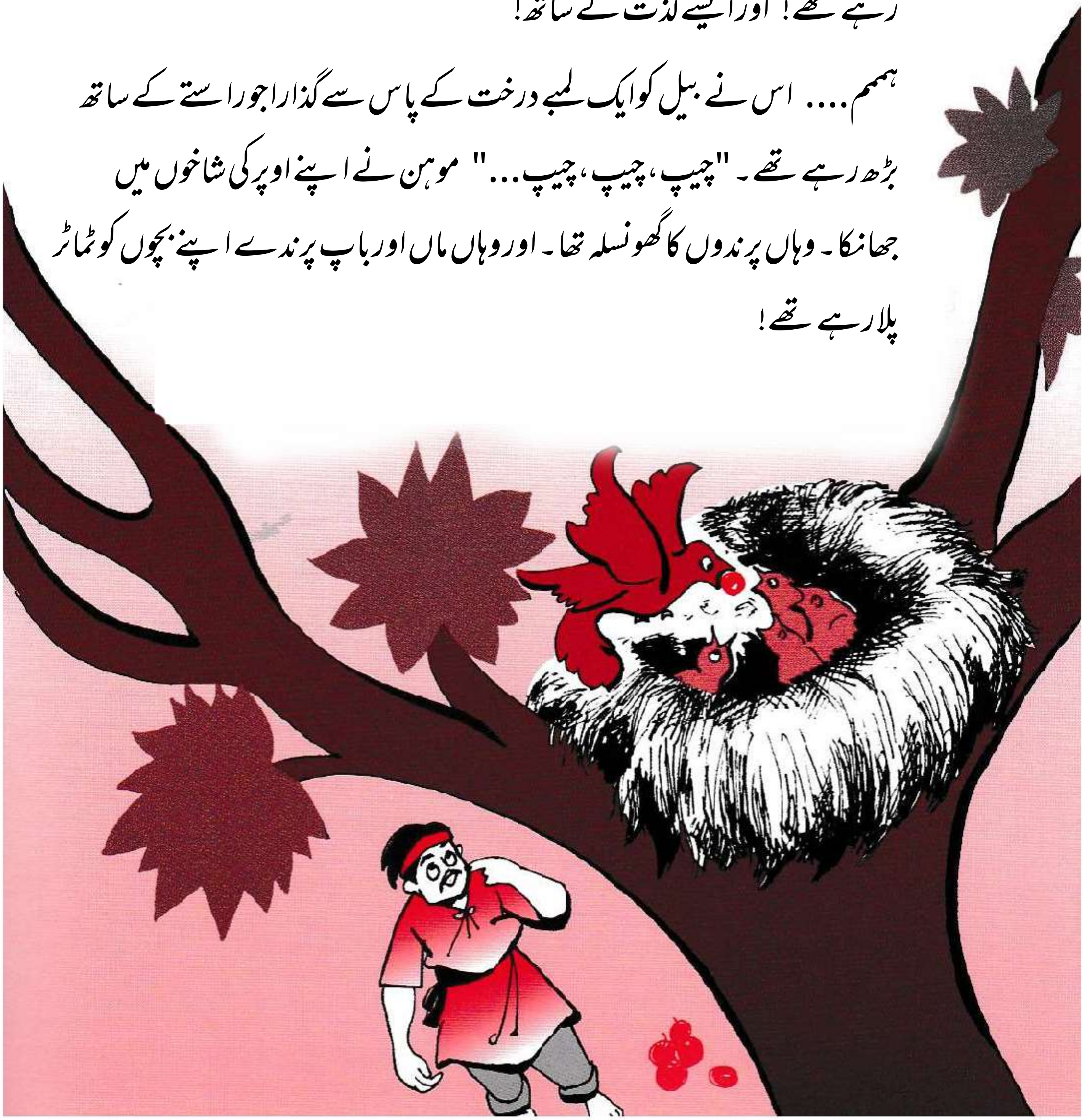
اگلی صبح وہ فجر کے وقت باہر نکلا اور ہر ایک پکے ہوئے ٹماٹر کو چنا۔ اس نے ان سب کو ایک گاڑی میں لاد کر شہر کی طرف روانہ ہوا، بیل کو تیز تر کرنے کے لیئے ٹٹولتے اور چھیڑتے ہوے۔

شہر میں، موہن نے اپنی گاڑی روکی اور ٹماٹر لینے چلا گیا۔ کیا زبردست دھچکا تھا! گاڑی خالی تھی! "میرے ٹماٹر کہاں ہیں؟ اس نے چیخ ماری۔ پھر اس نے قریب سے دیکھا۔ آہ! گاڑی کے پچھلے حصے میں ایک سوراخ تھا! سارے ٹماٹر اس سوراخ سے گر گئے تھے!

موہن رو سکتا تھا۔ لیکن اس کے بجائے، اس نے عہد کیا، "میں اپنے تمام ٹماٹر تلاش کرنے جا رہا ہوں!" اس نے گاڑی کا رخ موڑا اور راستے میں واپس چلا گیا۔ لیکن اس نے ایک ٹماٹر نہیں دیکھا!

یہ بہت الجھن کی بات تھی۔ پھر موہن نے دو چھوٹے ہرنوں کو دیکھا۔ وہ ٹماٹر کھا رہے تھے! اور ایسے لذت کے ساتھ!

ہمم.... اس نے بیل کو ایک لمبے درخت کے پاس سے گذارا جو راستے کے ساتھ بڑھ رہے تھے۔ "چیپ، چیپ، چیپ..." موہن نے اپنے اوپر کی شاخوں میں جھانکا۔ وہاں پرندوں کا گھونسلہ تھا۔ اور وہاں ماں اور باپ پرندے اپنے بچوں کو ٹماٹر پلا رہے تھے!



اسی درخت کی ایک اور شاخ پر اس نے کچھ گلہریوں کو چھپاتے ہوئے دیکھا۔ وہ بھی ٹماٹر کھا رہے تھے! "مجھے نہیں لگتا کہ مجھے اپنا کوئی ٹماٹر واپس ملے گا،" اس نے اپنے آپ سے کہا۔

اب اس نے بیل کو اپنی رفتار طے کرنے دی۔ گاڑی گھماؤدار راستے پر آہستہ آہستہ چلتی رہی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک چھوٹے سے گھر کے قریب پہنچا۔ موہن اندر بچوں کو ہنستے اور کھیلتے سن سکتا تھا۔

آواز سن کر اس نے گاڑی روک دی۔ کیا نظارہ ہے! تمام بچوں کے ہاتھوں میں ٹماٹر تھے۔ ان کے چہرے مسکراہٹوں سے روشن تھے۔ "میرے قیمتی ٹماٹر!" موہن نے سوچا۔ "دیکھو وہ دنیا میں کتنی خوشیاں لائے ہیں!"

اب اس کے ٹماٹروں کے نقصان نے اسے پریشان کرنا چھوڑ دیا۔ وہ ہلکے پھلکے دل کے ساتھ گھر پہنچا۔



Publisher Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation

P. Saraswati V. Vijayakanthi

L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi

Urdu Mohammad Naseem

Artist Uma Krishnaswamy

تین سنہری گڑیاں



وجئے نگر جوش وخروش سے گونج رہا تھا۔ ایک دانشور سفر میں آیا تھا، اپنے ساتھ سونے کی تین گڑیاں لے کر آیا تھا۔ تینوں گڑیا بالکل ایک جیسی لگ رہی تھیں۔ ہر ایک جس نے انہیں دیکھا وہ ایک جیسے تھے۔

لیکن دانشور نے کہا، "یہ تینوں گڑیا محض ایک جیسی معلوم ہوتی ہیں، حقیقت میں ان میں سے ہر ایک دوسرے سے الگ الگ ہے۔"

پھر اس نے اعلان کیا، "اگر کوئی گڑیا میں فرق تلاش کر سکے تو اسے گڑیا کے ساتھ 10,000 سونے کے سکے بھی انعام میں ملیں گے، تاہم، اگر دس دن گزرنے کے بعد بھی کسی کو گڑیا کے درمیان فرق نہیں ملا، تو آپ اپنی طرف سے مجھے 10،000 سونے کے سکے دیںگے! "

یہ اس کا بادشاہ کو چیلنج تھا۔ اور اسے قبول کر لیا گیا۔

پوری مملکت میں ایسی گونج اور سرگوشیاں اٹھیں! گڑیا نمائش کے لیے رکھی گئی تھیں۔ انہیں دیکھنے کے لیے لوگوں کا ہجوم تھا۔

نو دن گزر گئے۔ لیکن انعام غیر دعویدار رہا۔

بادشاہ کی فکر بڑھ گئی۔ "یہ دانشور کھلے عام فتح کا اعلان کرے گا۔ اور مجھے شکست تسلیم کرنی پڑے گی۔ ناقابل برداشت!" انہوں نے کہا۔

"اپنے آپ کو پرسکون کرو، اے بادشاہ،" تینالی رمن نے کہا۔ "ہم اچھے وقت میں گڑیا کے درمیان اختلافات کو تلاش کریں گے۔"

اگلے دن تینالی رمن خود آیا اور گڑیا کا جائزہ لیا۔ ایک ہجوم جمع ہو گیا۔ ان کے چالاک وزیر مملکت کی عزت کیسے برقرار رکھیں گے؟



تھوڑی دیر بعد، تینالی رمن ہال سے باہر گیا اور ایک پتلی چھڑی لے کر واپس آیا۔ یہ اس نے پہلی گڑیا کے کان میں ڈالا۔ جب اس نے چھڑی کو دھکا دیا تو وہ گڑیا کے دوسرے کان سے نکل گئی!

اس نے دوسری گڑیا کے کان میں لاٹھی ڈال دی۔ اس بار گڑیا کے منہ سے نکلا!

لیکن جب اس نے چھڑی تیسری گڑیا کے کان میں ڈالی تو وہ رک گئی اور باہر نہ نکلی۔



تینالی رامن نے دانشور کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا، "یہ وہ اختلافات ہیں جن کا آپ انتظار کر رہے ہیں : پہلی گڑیا ہمیں احمقوں کے بارے میں سکھاتی ہے۔ احمق کے کان ہیں جو جاتا ہے وہ دوسرے کان سے باہر نکلتا ہے۔ دوسری گڑیا ہمیں عام لوگوں کے بارے میں سکھاتی ہے۔ جو کچھ وہ سنتے ہیں وہی ان کے منہ سے نکلتا ہے۔

"تیسری گڑیا ہمیں ایک عقلمند آدمی دکھاتی ہے۔ عقلمند بولنے سے پہلے سوچے گا۔ یہ شخص جو کچھ بھی سنے گا وہ سب سے پہلے ذہن میں رہے گا۔"

دانشور بے اختیار تھا۔ اس نے تینالی رامن کے سامنے اپنا سر جھکایا اور اسے تینوں سونے کی گڑیا دی۔ پھر اس نے اسے سکوں کا تھیلا دیا۔ ہجوم نے خوشی کا اظہار کیا۔

تینالی رمن نے فوراً بادشاہ کو دونوں انعامات پیش کر دئیے۔ اور اس کا اجر کیا تھا؟ دس ہزار سونے کے سکے



Publisher Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation

P. Saraswati V. Vijayakanthi

Urdu Mohammad Naseem

L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi

Artist Uma Krishnaswamy

ہمارا باغ

نیلا آسمان... نرم ہوائیں... ہلکی ہلکی سورج کی روشنی.... اور نیچے پھولوں سے بھرا باغ، رنگین اور ہلکی ہلکی ہلکی پھلکی! گلاب، چمیلی، گیندا، کمل، گل داؤدی، گڑہل- یہ سب باغ میں ایک ساتھ رہتے ہیں۔

پھولوں کے درمیان جھاڑیاں اور گھاس اور رینگنے والی بیلیں اگتی ہیں! اپنے تمام رنگوں میں سبز رنگ پھولوں کے رنگوں کو نکھارتا ہے اور ان کی خوبصورتی کو مزید گہرا کرتا ہے۔

ان باشندوں کو اپنے باغ پر کتنا فخر ہے!



ایک دن باغبان ایک نیا پھول دار پودا لاتا ہے۔ وہ اسے باغ کے بالکل بیچ میں رکھتا ہے۔ یہ سرخ رنگ کا ایک غیر معمولی شیڈ ہے۔ دوسرے پھول مایوس ہیں! انہیں نیا سرخ پھول پسند نہیں ہے۔

نیا پھول اکیلا رہ گیا ہے۔ یہ خاموشی سے غمگین ہے۔

ایک دن، ایک چھوٹا سا سفید گلاب اسے غور کرتا ہے۔ "کہاں سے آئے ہو؟" یہ پوچھتا ہے۔

سرخ پھول خوش ہو رہا ہے۔ یہ چھوٹے سفید گلاب کو اس دور کی جگہ کے بارے میں بتاتا ہے جہاں سے وہ آیا تھا۔ چھوٹا سفید گلاب شوق سے سنتا ہے۔ اب یہ سرخ پھول کو پڑوس کے بارے میں بتاتا ہے: موسموں کی تبدیلیاں، مختلف قسم کی مٹی، تمام پودوں کی تفصیلات۔ جلد ہی دونوں پھول گہرے دوست بن گئے۔ وہ ہر دن تفصیلی گفتگو میں محو ہو کر گزارتے ہیں۔ ان کی دوستی بڑھتی اور پروان چڑھتی رہی۔

پھر ایک دن باغبان بہت سے نئے پودے لاتا ہے ۔ مکین پریشان ہونے لگے ۔ کیا ان کا پیارا گھر طرح طرح کے پھولوں سے بھر جائے گا؟ وہ یہ جاننے کے لیئے بے چینی سے انتظار کرتے ہیں۔

"اتنی فکر کیوں کر رہی ہو؟" چھوٹے سفید گلاب سے پوچھا۔ "یہ پھول ہمارے پڑوسی ہیں، جلد ہی یہ ہمارے دوست ہوں گے!" اس کے الفاظ کچھ پھولوں کو تسلی دیتے ہیں- لیکن سب نہیں!

اب، جب شہد کی مکھیاں اور تتلیاں اپنا امرت پینے کے لیے اڑتی ہیں، تو کچھ پھول چیختے ہیں، " نئے پھولوں کے پاس مت جاؤ، وہ مختلف ہیں، وہ ہمارے دوست نہیں ہیں! "

لیکن شہد کی مکھیوں اور تتلیوں نے بہت سے باغات دیکھے ہیں۔ وہ جواب دیتے ہیں، "آپ کتنے خوش قسمت ہیں! یہاں آپ کے پاس بہت زرخیز مٹی ہے۔ اور تازہ ہوائیں، پانی، اور سورج کی روشنی۔ اور کیڑے مکوڑے بھی بکثرت ہیں! "

پہلے ہی نئے پودے پھل پھول رہے ہیں۔ سورج کی کرنیں ہر پھول کو روشن کرتی ہیں۔ بارش کی بوندیں انہیں نم کرتی ہیں۔ نرم ہوائیں انہیں تازہ دم کرتی ہیں۔ باغ شاندار ہے!

لوگ دور دور سے دیکھنے آتے ہیں۔

شک کرنے والے پھول اپنے خوف کھو دیتے ہیں۔ "سفید گلاب، شہد کی مکھیاں اور تتلی سب نے سچ کہا!" وہ سمجھتے ہیں. "نئے پھولوں نے ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا! اور نہ ہی انہوں نے ہماری جگہ لی ہے! "

اب باغ پر سکون اور دوستی میں متحد ہے۔ زائرین چیخ کر کہتے ہیں، "تمام رنگوں کو دیکھو! اور اتنے مختلف قسم کے پھول! ہم نے ایسا شاندار باغ کبھی نہیں دیکھا! "

ایڈرین فوسٹر پوٹر کی کہانی پر مبنی



Publisher Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation

P. Saraswati V. Vijayakanthi

L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi

Urdu Mohammad Naseem

Artist Uma Krishnaswamy

احمق چاہیے

اکبر اور بیربل اختلاف کر رہے تھے ۔ اکبر نے کہا کہ میں ہمیشہ بتا سکتا ہوں کہ کیا کوئی آدمی عقلمند ہے ۔ "لیکن احمق کو پہچاننا اتنا آسان نہیں ہے ۔ "

"نہیں نہیں!" بیربل نے جواب دیا۔ "ایک احمق کو سمجھنا عقلمند آدمی سے زیادہ آسان ہے ۔ "

"ہمم!" اکبر نے کہا۔ "اگر تم کل دوپہر تک مجھے آٹھ احمق دکھا سکتے ہو تو میں انہیں تحائف اور انعامات سے نوازوں گا۔ تمہارے لیئے بھی ایک انعام ہوگا! "

اور اسی لیئے بیربل سردیوں کی ایک روشن صبح احمقوں کی تلاش میں نکلا۔



اس نے سب سے پہلے جس شخص کو دیکھا وہ گدھے پر سوار تھا۔ وہ شخص اپنے سر پر ایک بہت بڑا بنڈل اٹھائے ہوئے تھا۔ "آپ کے سر پر بنڈل کیوں ہے؟" بیربل نے اس سے پوچھا۔ "اسے گدھے کی پیٹھ پر کیوں نہیں ڈالا؟"

"میرے گدھے نے کئی سالوں سے میری خدمت کی ہے" آدمی نے جواب دیا۔ "اب یہ بوڑھا ہو چکا ہے اور اپنی طاقت کھو چکا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ یہ آج کوئی اضافی چیز لے کر جائے۔"

بیربل ہنسا۔ "آج دوپہر محل میں آؤ" اس نے کہا۔ "بادشاہ تمہیں انعام سے نوازے گا۔" وہ اپنے راستے پر چل دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ایک کسان اور اس کے بیٹے کو دیکھا۔ وہ ایک کھیت ہیں کچھ ڈھونڈ رہے تھے۔ بیربل ان کے پاس گیا۔ "کیا ڈھونڈ رہے ہو؟" اس نے پوچھا۔

"ہم نے اپنی بچت کو یہیں کہیں دفن کر دیا ہے" کسان نے کہا۔ "ہم یہی تلاش کر رہے ہیں۔"

"لیکن کیا تم نے اس جگہ کو نشان زد کرنے کے لیئے کچھ نہیں چھوڑا؟" بیربل نے پوچھا۔

"ایک مور کھیت میں ناچ رہا تھا، ہم نے وہاں کے قریب گڑھا کھودا" بیٹے نے کہا۔

بیربل نے ہنستے ہوئے ان سے کہا کہ محل میں آجاؤ۔ پھر وہ تھوڑی دور گیا۔ یہ کیا تھا؟ سڑک کے بیچوں بیچ دو آدمی آپس میں لڑ رہے تھے۔ ''رکو، رکو۔'' بیربل نے ان سے منت کی۔ "کیوں لڑ رہے ہو؟" ایک آدمی نے کہا، "یہ آدمی! میں نے اس سے کہا کہ اچھا ہو گا اگر ہمارے پاس بیل ہو، پھر اس نے دھمکی دی کہ وہ اپنا شیر میرے بیل پر بٹھا دے گا!" دوسرے آدمی نے کہا، "یقیناً میں اپنے شیر کو تیرے بیل کو کھانے کے لیئے لے آؤں گا۔"

بیربل نے ادھر ادھر دیکھا اور پوچھا تمہارا شیر کہاں ہے ؟

پہلے نے کہا، "ہم خدا سے عنایت مانگنے کا ارادہ کر رہے تھے، ہیں نے بیل مانگنا چاہا تو اس آدمی نے شیر مانگنا چاہا، وہ کیوں چاہتا ہے کہ میرا بیل مر جائے ؟"

بیربل ہنسا۔ اس نے دونوں کو محل میں آنے کو کہا۔

آگے ایک آدمی تھا جو مٹی کے گڑھے میں گرا ہوا تھا۔ وہ شخص اپنے بازو ہوا میں اٹھائے ہوئے تھا۔ بیربل اس کی مدد کے لیئے آگے بڑھا۔ "میرے ہاتھ کو نہ چھوئیں!" آدمی نے کہا. "میں نے ابھی کابینہ کی پیمائش مکمل کی ہے جو میں بنا رہا ہوں۔ اگر آپ میرے ہاتھ ہلائیں گے تو میں کابینہ کی چوڑائی بھول جاؤں گا۔"



بیربل نے اسے محل میں آنے کو کہا۔

اب دوپہر کا وقت تھا۔ تمام درباری جمع ہو چکے تھے۔ بیربل کے چھ چنے ہوئے آدمیوں نے وضاحت کی کہ بیربل نے انہیں کیا کرتے پایا تھا۔ جب سب ہنس پڑے تو مردوں نے الجھ کر ادھر ادھر دیکھا۔ پھر اکبر کے تحفے انہیں پیش کیے گئے اور وہ خوش دلی سے روانہ ہو گئے۔

اکبر بیربل کی طرف متوجہ ہوا۔ "تمہارے لیئے کوئی انعام نہیں!" انھوں نے کہا. "میں نے آٹھ بیوقوف مانگے، لیکن تم صرف چھ لائے! "

بیربل نے جواب دیا، "میں نے آدھا دن احمقوں کو ڈھونڈتے ہوئے گزارا۔ یہ مجھے ساتواں بیوقوف بناتا ہے! اور آٹھواں بیوقوف..." وہ رک کر انتظار کرنے لگا۔

..."آپ کو اس طرح کی تلاش میں بھیجنے کے لیئے کوئی اور نہیں بلکہ میں خود ہوں!" اکبر نے کہا۔ محل قہقہوں سے گونج اٹھا۔



© Katha Jharna 2008 **Publisher** Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation

P. Saraswati V. Vijayakanthi **Urdu** Mohammad Naseem

L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi **Artist** Uma Krishnaswamy

چھوٹی بکری کی مہم جوئی

ایک دفعہ ایک چھوٹی بکری اپنے ماں باپ کے ساتھ جنگل میں رہتی تھی۔ یہ چھوٹی بکری غار سے نکل کر تلاش کرنے کی خواہش رکھتی تھی۔ لیکن اس کی ماں اور باپ نے کہا تھا، "جنگل میں شیر اور شیر ہیں، تمہیں کبھی خود سے باہر نہیں جانا چاہیے۔"

ایک دن چھوٹی بکری نے بہت بور محسوس کیا۔ اس کے والدین چارہ جات سے باہر تھے۔ "مجھے یہاں کب تک رہنا پڑے گا؟" یہ پریشان ہوگئی۔

ڈرتے ڈرتے اس نے باہر جھانکا۔ پرندے گا رہے تھے۔ گلہریاں درختوں میں چہچہا رہی تھیں۔ نرم ہوا کے جھونکے نے پتوں کو رقص کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ چھوٹی بکری پر جادو کر دیا گیا! اس نے باہر قدم رکھا۔

درختوں کے درمیان چہل قدمی کرتے ہوئے، چھوٹی بکری نے زندہ جنگل کی طرف متوجہ ہو کر دیکھا۔ ہر نیا منظر اسے مزید آگے لے گیا۔ اور اس طرح یہ گھومتی رہی یہاں تک کہ اندھیرا چھٹنے لگا۔

اب گھر جانے کا وقت تھا۔ لیکن چھوٹی بکری کو راستہ معلوم نہیں تھا! یہ کیا کر سکتی تھی؟ اس نے ایک منٹ سوچا اور پھر چھپنے کے لیئے محفوظ جگہ تلاش کی۔





اوہ! یہاں ایک غار تھا! چھوٹی بکری نے اندر جھانکا۔ غار خالی تھا۔ اس نے وہاں انتظار کرنے کا فیصلہ کیا۔ اب کسی بھی لمحے اس کی ماں اور باپ اسے ڈھونڈتے ہوئے آئیں گے۔ چھوٹی بکری یہ بات اپنے دل کی گہرائیوں سے جانتی تھی۔

اسے کیا معلوم نہیں تھا کہ یہ غار گیدڑ کا غار ہے! گیدڑ باہر جا چکا تھا۔ تبھی واپس آگیا۔ ایک اور جانور کی موجودگی کا احساس کرتے ہوئے، وہ غار کے دروازے پر رک گیا اور پکارا، "تم، وہاں! میرے غار سے باہر آؤ! "

ہائے، بکری کا بچہ اپنے ماں باپ کے ساتھ کیسے رہنا چاہتا تھا! لیکن پھر ایک خیال آیا۔ یہ گہری آواز میں اونچی آواز میں بات کرنے لگا: "تم، وہاں! میں شیر بادشاہ کا چچا ہوں! میں رات کے کھانے میں شیر کھاتا ہوں! جاؤ اور میرے پاس پچاس شیر لے آؤ! "



گیدڑ کانپ گیا۔ "ایک عفریت نے میرے غار میں رہائش اختیار کرلی ہے!" اس نے سوچا. چنانچہ یہ شیروں کے سردار کے پاس بھاگا۔

انکل ٹائیگر!" اس نے پکارا۔ "میرے گھر میں ایک خوفناک جانور بس گیا ہے۔ یہ پچاس شیروں کو کھانے کے لیے کہہ رہا ہے! "

"کیسا جانور پچاس شیر کھا سکتا ہے؟"

"انکل ٹائیگر، یہ بہت بڑا ہے!" گیدڑ نے کہا۔



" میں اسے بھگا دوں گا،" چیف شیر نے اعلان کیا۔ "مجھے فوراً وہاں لے چلو!"



اس دوران ماں اور باپ بکری اپنے بچے کو ڈھونڈ رہے تھے۔ وہ جنگل کے راستے اس کے نقش قدم پر چلتے ہوئے گیدڑ کے غار تک پہنچے تھے۔

یہ کتنی خوشگوار ملاقات تھی! لیکن اب بچے نے انہیں سب کچھ بتا دیا جو ہوا تھا۔ اس نے انہیں خبردار کیا کہ گیدڑ جلد واپس آجائے گا۔ یہ ایک شیر بھی لا سکتا ہے!

بکریوں کو فرار کا منصوبہ درکار تھا۔ انہوں نے سوچا اور باتیں کیں اور کچھ اور سوچیں۔

بہت جلد گیدڑ کے لوٹنے کی آواز آئی۔ اور یہ نیا شور کیا تھا؟ ایک لمبا، کم گرج! آہستہ آہستہ قریب آتا گیا۔ زور سے اور زور سے، یہ گڑگڑایا۔ جلد ہی آواز سے غار بھر گیا! تینوں بکریاں اندر کی طرف پیچھے ہٹ گئیں۔



گیدڑ نے پھر اپنے غار میں عجیب و غریب جانوروں کی موجودگی کو محسوس کیا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ اپنا چیلنج جاری کر پاتا، ایک خوفناک چیخ نکلی : "آآآآآآہ! آآآآہ!" ماں بکری کے بچے بکری کا کان کھینچ رہی تھی!

اب بکری کا باپ گہری آواز میں بولا : پیارے بچے کیوں رو رہے ہو؟ بکری کی ماں نے بھی آواز بدلی۔ "ہمارا پیارا بچہ بھوکا ہے!" اس نے کہا۔ "یہ پہلے ہی ایک ہاتھی، ایک ریچھ اور ایک پانی کی بھینس کو کھا چکا ہے۔ میٹھے کے لیے اسے ایک مزیدار شیر چاہیے! "

"کیا یہ سب ہے؟" باپ نے کہا۔ ذرا انتظار کرو۔ آس پاس بہت سے شیر ضرور ہوں گے! میں نے ایک گیدڑ سے کہا کہ میرے لیئے بہت شیروں کو لاؤ! "

گیدڑ اور سردار شیر دونوں کانپ گئے۔ "وہ بچہ ہاتھی، ریچھ اور بھینسوں کو نگل گیا ہے!" سردار شیر نے کہا اگر میں غار میں جاؤں گا تو میرا کیا ہوگا؟ اور یہ جتنی تیزی سے ہو سکتا تھا بھاگ گیا۔

جہاں تک گیدڑ کا تعلق ہے- کیا اس نے انتظار کیا کہ کیا ہوگا؟



Publisher Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation

P. Saraswati V. Vijayakanthi

Urdu Mohammad Naseem

L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi

Artist Uma Krishnaswamy

شراون کمار

شراون کمار کی ماں اور باپ بوڑھے اور نابینا تھے۔ لیکن شراون میں ان کا ایک پیارا بیٹا تھا۔ شراون نے ان کا بہت اچھا خیال رکھا۔ اس نے ان کی تمام ضروریات پوری کرنے کی کوشش کی۔ ایک دن شراون کے والدین نے ان کی آخری یاترا کرنے کی شدید خواہش کا اظہار کیا۔ شراون نے ان کے لیے محفوظ طریقے سے سفر کرنے کا راستہ سوچنے کی کوشش کی۔ اس نے رات دن اس مسئلے پر غور کیا۔

آخر کار، اس نے ایک منصوبہ بنایا، اور فوراً اس پر عمل کیا۔ سب سے پہلے، اس نے دو بڑی ٹوکریاں ایک مضبوط کھمبے سے جوڑ دیں۔ پھر اس نے اپنے والدین کو ٹوکریوں میں بیٹھا کر اٹھا لیا۔





اس نے کھمبے کو اپنے کندھوں پر لہرایا۔ اب وہ سفر کے لیے تیار تھے!

دوسرے گاؤں والوں نے انہیں پھلوں اور پھولوں کے تحفے دیتے ہوئے انہیں مبارکباد دی۔

یہ سفر شراون اور اس کے والدین کو شہروں، پہاڑوں اور ندیوں کے پار لے گیا۔ اور جہاں بھی گئے ان سے شفقت سے ملاقات کی گئی۔ "کیا تعجب ہے!" لوگوں نے کہا۔

شراون کا پر سکون لہجہ اور اس کے والدین کی پر سکون مسکراہٹ دیکھ کر ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

شراون کی خواہش تھی کہ اس کے والدین ان تمام حیرت انگیز مقامات پر لوگوں اور مناظر کو دیکھ سکیں جن سے وہ گزرے تھے۔ اس نے ان کے لیئے سب کچھ بیان کرنے کی کوشش کی۔ اور وہ بھی سن کر لطف اندوز ہوئے۔ مشکلات اور چیلنجز کو ایک طرف رکھیں، یہ ایک خوشگوار سفر تھا۔

ایک دن ان کا راستہ ایک گہرے جنگل میں سے گزرا۔ کتنی خوبصورت جگہ ہے! پرندوں کے گانے نے ہوا بھر دی۔ ہرن نے چھلانگ لگائی۔ خرگوش اپنے بلوں کے اندر اور باہر غوطہ لگاتے تھے۔ نازک فرن درختوں کے درمیان آہستہ سے لہرا رہے تھے۔ شراون چلتے چلتے اپنے والدین کو یہ سب بیان کر رہا تھا۔

اچانک خطرے کی گھنٹی نے پرندوں کے گانے کی جگہ لے لی۔ ہرن بکھر گیا۔ خرگوش غائب ہو گئے۔ اب شراون محتاط انداز میں چل پڑا۔



ان کا یہاں کون سا خطرہ تھا؟ اس نے رات کو رکنے کا فیصلہ کیا۔ اس نے آہستگی سے اپنے والدین کو ایک درخت کے نیچے بٹھا دیا۔

اوہ، نہیں! ان کا پانی کا برتن خالی تھا۔ "میں جا کر پانی لاتا ہوں،" شراون نے کہا۔ "براہ کرم خاموشی سے بیٹھیں جب تک میں واپس نہ آؤں۔ "

وہ راستے میں بھاگا۔ کچھ ہی دیر میں اس کے کانوں میں تیز ندی کی خوشگوار آواز آئی۔ شراون نے برتن کو ندی میں ڈبو دیا۔ "گلگ، گلگ،" پانی کو گڑگڑا کر برتن میں بھر رہا تھا۔

ہوا یوں کہ اس دن کوسلا کا بادشاہ دشرتھ بھی جنگل میں تھا۔ وہ وہاں شکار کے لیئے آیا ہوا تھا۔ دشرتھ نے شراون کے برتن میں پانی بہنے کی آواز سنی۔ اس نے سوچا کہ کوئی بڑا جانور ندی سے پانی پی رہا ہے۔ اس نے جلدی سے اپنے کمان سے تیر چلا دیا۔ اس کے صدمے کا تصور کریں جب ایک آدمی کے رونے سے ہولچھید گئی۔

دشرتھ آواز کی طرف بھاگا۔ اس نے شراون کو زخمی حالت میں پڑا دیکھا۔ "مجھے معاف کر دو دوست!" بادشاہ نے کہا. "میں نے سوچا کہ میں نے ندی سے کسی جانور کو پیتے ہوئے سنا ہے۔ اسی پر میں گولی چلا رہا تھا۔"

شراون نے بولنے کی کوشش کی۔ "میری فکر نہ کرو! یہ برتن میری ماں اور باپ کے پاس لے جاؤ۔ وہ پیاسے ہیں۔ ان کے پاس جاؤ اور ان کو پینے میں مدد کرو، کیونکہ وہ بوڑھے اور اندھے ہیں۔"

"کتنا پیارا بیٹا!" دشرتھ نے سوچا۔ "وہ اپنے والدین کے لیئے خود کو کیسے قربان کر دیتا ہے! اور میں نے، میں نے خود ایک ایسے بہترین شخص کو گولی مار دی ہے!" دشرتھ غم سے مغلوب ہو گیا۔

"جلدی کرو! پانی لو اور جاؤ!" شراون نے کہا اور مر گیا۔ دشرتھ نے شراون کی لاش اپنے کندھے پر اٹھائی۔ دوسرے ہاتھ سے اس نے پانی کا برتن اٹھایا۔ دھیرے دھیرے وہ اس راستے سے پر چلا جو شراون کو ندی کی طرف لے گیا تھا۔

قدموں کی آہٹ سن کر شراون کے والدین نے آواز دی، "آخر تم آ ہی گئے! اتنی دیر کیوں ہوئی؟ ہمیں تمہاری فکر تھی! "

دشرتھ بڑا بادشاہ شرمندہ ہوا! کانپتے ہاتھوں سے اس نے پانی کا برتن شراون کے والدین کو دیا۔ پھر اس نے انہیں شراون کی موت کی اطلاع دی۔

شراون کے والدین پھوٹ پھوٹ کر رو پڑے۔ ان کی چیخیں جنگل میں گونج رہی تھیں۔ دشرتھ نے انہیں تسلی دینے کی کوشش کی۔ "اب سے تم مجھے اپنا بیٹا سمجھو گے؟" اس نے پوچھا. "پلیز، آؤ اور میرے گھر والوں کے ساتھ رہو۔"

لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ دکھ ہمارے لیے بہت زیادہ ہے۔ "ہم شراون کے بغیر نہیں رہ سکتے۔" پھر اُنہوں نے پیشینگوئی کی، "جب آپ کا اپنا پیارا بیٹا گھر سے نکلے گا تو آپ ہماری تکلیف کو سمجھیں گے۔" پھر وہ مر گئے۔

کئی سال بعد، دشرتھ اور اس کے بیٹے رام کو ایک سخت ضرورت سے الگ کر دیا گیا۔ دشرتھ اپنا دکھ برداشت نہ کر سکا۔ شراون کے والدین کے الفاظ اس کے کانوں میں گونجے۔

Publisher Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation

P. Saraswati V. Vijayakanthi

L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi

Urdu Mohammad Naseem

Artist Uma Krishnaswamy